ادارہ

دینی مدارس کی اہمیت کے متعلق سینٹ کی خارجہ کمیٹی کی میٹنگ میں مولانا سمیع الحق صاحب کی برطانوی سفیر اور دولت مشترکہ کے سیکرٹری خارجہ سے دوٹوک باتیں

سینٹ کی خارجہ کمیٹی کی میٹنگ میں دولت مشترکہ میں برطانیہ کے مستقل سیکرٹری خارجہ سر مائیکل جے اور پاکستان میں برطانوی ہائی کمشنر مسٹر لائل کی بریفنگ میں سینئر مولانا سمیع الحق صاحب نے مختصر وقت میں اہم پوائنٹس پر اس خوبصورت انداز میں اظہار خیال کیا جسے ممبران خارجہ کمیٹی اور برطانوی سفارتکاروں نے بار بار اور بے حد سراہا اور برطانوی سیکرٹری خارجہ نے اپنے جوابی خطاب میں ان نقطوں کو بڑی اہمیت دی۔ یہ اجلاس ۲۷ رستمبر ظہر ۳ بجے پارلیمنٹ ہاؤس کے کمیٹی روم میں منعقد ہوا۔ .... (ادارہ)

مولانا سمیع الحق صاحب نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اسلام کو دہشت گردی سے نتھی کرنا دو متضاد چیزوں کو ملانا ہے' اسلام کا نام ہی امن وسلامتی دینے کے ہیں۔ کسی مذہب کے نام میں یہ بات نہیں' ایسا کرنا دن اور رات' آگ اور پانی ظلمت و روشنی کو ملانا ہے جو بڑا ظلم ہے۔ روس کے خلاف ہماری عظیم قربانیوں کے صلہ میں مغرب اور امریکہ واحد سپر پاور بن گئے' مشرقی یورپ اور سنٹرل ایشیا آزاد ہوا۔ دیوارِ برلن ٹوٹ گئی' مغرب کا حریف سوویت یونین تہس نہس ہوا تو سارے ثمرات آپ نے سمیٹ لئے اور قربانی دینے والے ملک پاکستان کو اسلامی دہشتگردی کا ٹائٹل دیا گیا' اس وقت دہشت گردی کا سب سے بڑا نشانہ پاکستان کو بنادیا اور سارا ملبہ ہمیں اٹھانے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ دینی مدارس کا نظام برصغیر میں آپ لوگوں یعنی برٹش سامراج کے آنے کے بعد قائم ہوا کیونکہ آپ نے ہمارے نظام تعلیم کو سیکولر بنادیا' دینی تعلیمات کو یکسر نکال دیا' جس کی وجہ سے ہم نے مدارس قائم کئے مگر آپ کے ڈیڑھ سوسالہ دور حکومت میں نہ کبھی ان مدارس پر آپ نے دہشت گردی کا الزام لگایا نہ کوئی ایک مثال سامنے آئی' بلکہ آپ کے انگریز گورنر اس دور میں بڑے بڑے مدارس کا ویزٹ کرتے رہے' اور بہترین تاثرات اور جذبات کا اعتراف کرتے رہے' دیوبند' میرٹھ' لکھنو' کلکتہ' سہارنپور' دہلی کے مدارس میں انگریز حکمرانوں کے دورے ہوتے رہے۔ ان کی تحریری رپورٹیں بھی موجود ہیں۔ اس وقت پاکستان کے کسی بھی مدرسہ میں پڑھنے والوں پر دہشت گردی کا ثبوت نہیں ملا۔

اس وقت عالم اسلام میں بیرونی تسلط کی مزاحمت کرنے والے تحریکوں کے لیڈر سب کے سب مغربی تعلیم گاہوں سے پڑھے ہوئے گریجویٹس ہیں انہوں نے الجزائر' تیونس' مراکش' سوڈان' مصر اور ایران کی مثالیں پیش کیں۔

ان میں سے دینی مدارس سے پڑھے ہوئے لوگ نہیں۔ القاعدہ کی ساری قیادت بھی پروفیسرز‘ انجینئرز‘ ڈاکٹرز اور گریجویٹس لوگوں کی ہے۔انہوں نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے نظام و نصاب تعلیم میں انسانی مساوات‘ جمہوریت‘ آزادی اور انسانوں کے بنیادی حقوق پر اتنے شدومد سے زور دیا جاتا ہے کہ وہاں پڑھنے والے مسلمان طلبہ کا مکمل برین واش ہو جاتا ہے۔ جو بڑی اچھی بات ہے‘ مگر وہ جب اس دکھائی گئی جنت کو لے کر اپنے ملکوں میں جا کر اس کے خلاف سب کچھ دیکھتے ہیں جہاں جبر و تسلط آمریت‘ غربت اور اپنے ساتھ امتیازی سلوک کا دور دورہ ہوتا ہے تو آپ کی تعلیم کا ردِعمل ان میں بڑا شدید بیدار ہو جاتا ہے‘ کہ خود تو آپ لوگ اپنے دیئے گئے تعلیم کے مطابق جنت کی دنیا بسا لیتے ہیں مگر باہر کے لوگ اپنے آپ کو جہنم میں پاتے ہیں‘ جس کو بنانے میں بڑے حصہ بڑی طاقتوں کا ہوتا ہے۔ آپ کی دنیا اور مسلم پس ماندہ دنیا کے درمیان ایک موٹا شیشہ حائل ہوتا ہے جس سے وہ نظارہ تو کر سکتے ہیں مگر داخل نہیں ہو سکتے نتیجتاً وہ بغاوت اور جنگ پر اتر آتے ہیں۔ اس لئے یا تو اپنے اس سارے نصاب تعلیم اور اصول کو بدل دیں جس کے ردعمل میں دنیا میں دہشت گرد پیدا ہو جاتے ہیں‘ یا پھر ان زریں اصولوں اور تعلیمات کو مسلم اور پس ماندہ ممالک میں بھی لاگو کرنے کی کوشش کریں۔ دینی مدارس پر تو آپ کا الزام ہے کہ انہیں دنیا کے کروفر اور ٹیکنالوجی سے دور رکھا جاتا ہے۔ اگر آپ کا الزام درست مان لیا جائے تو دینی مدارس تو آخرت اور جنت و دوزخ کی بات کرتے ہیں اور اپنے پیروؤں کو صبر و قناعت تقدیر و رضا اور برداشت کی تلقین کرتے ہیں اگر یہ بات صحیح ہیں تو وہاں سے بغاوت اٹھ ہی نہیں سکتی۔..... پہلی چیز دہشت گردی کی وضاحت کرنے کی ہے اور پہلی بات جس پر اتفاق ضروری ہے یہ ہے کہ کہیں بھی ظالم ہے تو اس کے مقابلہ میں ساری دنیا کو مظلوم کا ساتھ دینا چاہئے خواہ ایسا کرنے والے مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ جب کہ مغرب کا اس بارے میں معیار دوہرا ہے۔ حضرت مولانا مدظلہ نے اپنے خطاب کے آغاز میں فرمایا کہ آج کی یہ میٹنگ اور بریفنگ مثالی ہے۔ کہ موجودہ ساری صورتحال کا اصل علاج یہ ہے کہ مغرب اور مسلمانوں کے درمیان مکالمہ مذاکرات اور افہام و تفہیم کے ذریعے پیدا شدہ خدشات اور غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جائے۔ روس کے خلاف افغان جہاد میں صرف دینی مدارس اور علماء کا حصہ نہیں بلکہ کالجوں‘ یونیورسٹیوں‘ جرنیلوں اور مغربی اقوام کے مختلف طبقوں نے بھرپور حصہ لیا اور یہ ضروری تھا ورنہ روسی سامراج اب ہمارے ملکوں میں دندناتا پھرتا۔ اس جہاد کی سزا اب صرف مدارس کے علماء اور طلباء کو کیوں دی جارہی ہے۔ برطانوی مہمان سر مائیکل جے نے حضرت مولانا صاحب کے خیالات کو سراہتے ہوئے مکالمہ اور مذاکرات کی اہمیت ظاہر کی۔ انہوں نے اس تاثر کی تردید کی کہ دہشت گردی کو اسلام سے جوڑا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دینی مدارس کے پروگرام کے خلاف نہیں۔ ہمارے برطانیہ میں بھی مدارس ہیں البتہ یہاں اور وہاں انہیں مربوط کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا سمیع الحق نے ہمارے اداروں میں جن بنیادی تعلیمات کا ذکر کیا ہے ہم اسے برقرار رکھیں گے۔ اور ساری دنیا کے طلبہ کو آنے دیں گے۔ اس سال بھی ہم پاکستان کے پانچ ہزار طلباء کو ویزا دے رہے ہیں۔ آخر میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے انہیں اکوڑہ خٹک آکر دارالعلوم حقانیہ اور پاکستان کے دیگر بڑے مدارس کا دورہ کرنے کی دعوت دی۔